# امن کی حالت میں جو پناہ مانگتا ہے
# اسے مصیبت کے وقت ضرور پناہ دی جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/اگست 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۲﴾ (یونس:72)

پھر فرمایا:

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے تو انہیں نوح کا حال بھی سنا کہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ اگر تمہیں میرا مرتبہ اور مقام بوجھل لگتا ہے، تم پر بھاری ہے وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے تمہیں نصیحتیں سنانا تمہارے لئے مشکل ہے فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ پس یاد رکھو کہ تمہارا جو بھی جواب ہو منفی ہو یا مثبت، یہ تشریحی ترجمہ ہے، مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ میری ساری کوشش میں میرا توکل صرف اللہ پر ہے فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ پس تم اپنے معاملات کو جو بھی تم میں طاقتیں ہیں ان کو اکٹھا کرلو۔ اَمْرَكُمْ میں معاملات بھی ہیں اور طاقت Power کے

معنی بھی رکھتا ہے۔ پس ان معنوں سے اس کا مطلب یہ بنے گا تم اپنی ساری طاقتیں اکٹھی کرلو وَشُرَكَآءَكُمْ اور اپنے شریکوں کو بھی بلا لو ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً یہاں تک کہ تم پر تمہاری کوئی بات بھی مشتبہ نہ رہے۔ یہ وہم نہ رہے کہ وہ طاقت بھی ہمارے پاس تھی وہ طاقت بھی ہمارے پاس تھی وہ بھی ہمارا شریک تھا وہ ہماری مدد کے لئے آسکتا تھا وہ بھی آسکتا تھا، سب کو بلا لو یہاں تک کہ کوئی دور کا امکان بھی باقی نہ رہے کہ تم کچھ کر سکتے تھے جو نہ کر سکے ہو۔ یہ سب کچھ کرو ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ پھر جو کچھ تم نے مجھ پر نافذ کرنا ہے یا جو کچھ تم نے کر گزرنا ہے کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ اعلان کر دے اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ جب تقدیر الٰہی فیصلہ کرے گی۔ تمہاری ساری طاقتیں مجتمع ہونے کے باوجود یقیناً ناکام اور نامراد ہوں گی اور تم میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے۔ یہ ایک ایسے اللہ کے نبی کا چیلنج تھا جو تنہا تھا جس کے ساتھ چند ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے جن کو قوم کی نظریں نیچا دیکھ رہی تھیں انہیں گھٹیا سمجھتے تھے جیسے پنجاب میں ''غلط'' مشہور ہے 'کمی کاری' اسی قسم کے کچھ لوگ تھے جو حضرت نوح کے گرد اکٹھے ہوئے اور ساری قوم نے ان کو رد کیا اور تحقیر سے اور تمسخر سے ان کو دیکھا کہ یہ لوگ ہیں جو نوح کے گرد اکٹھے ہو گئے ہیں۔ یہ حال تھا اور دعوے اتنے بڑے بڑے، چیلنج اتنا عظیم الشان کہ آدمی کو لرز کھڑا دیتا ہے یہ چیلنج۔ کمزور، نہتا، بے بس انسان لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے ان میں میخیں ٹھونک رہا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ تم سارے اکٹھے ہو جاؤ جو کچھ کر گزرنا ہے کر گزرو۔ یاد رکھیں کہ حضرت نوحؑ کا یہ اعلان کشتی کے مکمل ہونے اور کشتی پر سوار ہونے سے پہلے کا اعلان ہے ورنہ کشتی پہ چڑھ کے تو آپ نے قوم کو یہ آواز نہیں دی تھی۔ جب قوم سب کچھ کر سکتی تھی حضرت نوحؑ قوم کے سامنے نہتے اور بے بس بیٹھے ہوئے تھے اس وقت یہ اعلان تھا کہ جو کچھ تم نے کرنا ہے کر گزرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب جماعت احمدیہ کو بھی وہی حیثیت حاصل ہے جو ایک زمانے میں حضرت نوحؑ کو حاصل تھی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی نوح بنانے کا جو حکم تھا وہ اسی غرض سے تھا اور کشتی نوح بنانے والے نے یہ اعلان کیا تھا کہ تم جو چاہو اکٹھے کر لو۔ ناک رگڑ لو، تمہاری پیشانیاں گھس جائیں روتے روتے آنکھوں کے حلقے گل جائیں مگر یاد رکھو تم جو کچھ بھی

کر سکتے ہو سب کرو میرا بال بیکا نہیں کر سکو گے میں ضرور بڑھوں گا اور ضرور پھیلوں گا یہاں تک کہ قومیں مجھ سے برکت پائیں گی۔ یہ اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اس اعلان کو حضرت نوحؑ کے اس اعلان سے ملا کر دیکھیں بعینہٖ وہی بات ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتی بنانے کا حکم تھا اور وہ کشتی کیا تھی اس سلسلے میں کچھ پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں، کچھ اب بھی کروں گا، کچھ آئندہ بھی یہ باتیں ہوتی رہیں گی مگر یہ وقت آ گیا ہے کہ ہم سب کشتی میں سوار ہوں۔ اس کشتی میں سوار ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی ہے اور جس کشتی کے متعلق حفاظت کا وعدہ ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اگر آپ اس کشتی میں سوار ہوں اور وہ سارے آپ کی نظر کے سامنے دیکھتے دیکھتے ایک کے بعد دوسرا ڈوبتے چلے جائیں گے۔ یہ وہ تقدیر ہے جس کو تبدیل کرنے کی دنیا میں طاقت نہیں۔ یہ وہ تقدیر ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے مباہلے کا چیلنج دیا تھا۔ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سال جو عظیم الشان کامیابیاں جماعت کو حاصل ہوئی ہیں وہ کچھ آپ نے اپنی آنکھوں سے جلسہ سالانہ پر مشاہدہ کر لیں، کچھ اپنے کانوں سے سن لیں، کچھ اور بھی ہیں جن کا ذکر سال بھر چلتا رہے گا۔

اور ان کامیابیوں کے مقابل پر جو ذلت اور توہین، اہانت نصیب ہوئی ہے وہ ناقابل بیان ہے اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی ان کی جان نکلتی ہے۔ آئیں بائیں شائیں، الٹ پلٹ بیان دے رہے ہیں اخبارات میں، ان کے بیان اٹھا کر دیکھ لیں۔ جنگ کے بعض صفحات لمبی لمبی داڑھیوں سے کالے ہوئے ہوں گے، کئی قسم کی چادریں سروں پہ اوڑھی ہوئی ہوں گی، کئی قسم کے ٹوپ لگائے ہوں گے مگر شاذ ہی کوئی ایسا ہوتا ہو جو ان کو دیکھے بھی ورنہ کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے ان کو غور سے دیکھے ان میں تلاش کرے کہ کون سا مولوی ہے جس کا چہرہ میں نے دیکھنا ہے۔ ان کے بڑے بڑے بیانات آپ پڑھیں گے سخت بے چین ہیں، سخت بے قرار ہیں بڑی بڑی مجالس کے نام پر ایک دو چار سو آدمیوں کو مخاطب ہوتے ہیں اور بڑے بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو شکست دے دی۔ کیسے شکست دی؟ کہاں دی؟ اس شکست کے کچھ آثار تو دکھاؤ۔ دنیا کے کس ملک میں دی؟ آپ ساری نظر کل عالم پر دوڑا کے دیکھ لیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ احمدیت کامیابیوں کے بعد کامیابیوں کے سفر کر رہی ہے۔ ہر فتح کے بعد ایک اور فتح نصیب ہو

رہی ہے لیکن یہ لوگ چھاتی پیٹ رہے ہیں اور منہ سے یہ کہتے چلے جارہے ہیں کہ ہم نے ہرا دیا، ہم نے ہرادیا۔ عجیب حالت ہے کہ ماتم کھا رہے ہو، تمہارے حواس باختہ ہورہے ہیں، بات کرنے کا سلیقہ بھول گئے ہو، نہ منطق رہی نہ دلیل اور کبھی ایک طرف پناہ لینے کی کوشش کرتے ہو کبھی دوسری طرف پناہ لینے کی کوشش کرتے ہو اور جو حالات ظاہر ہورہے ہیں ان پر کوئی بس نہیں ہے تمہارا۔ تم منہ سے یہ کہتے چلے جارہے ہو کہ ہم نے احمدیت کو شکست دی، عبرتناک شکست دی، سب دنیا سے اس کے پاؤں اکھاڑ دیے۔ پتا نہیں پاؤں اکھیڑنا یہ کس چیز کو کہتے ہیں۔

جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے یہ تو آپ دن بدن دیکھیں گے کہ ہمیشہ یہ اپنی ذلتوں اور نامرادیوں کے اعتراف میں بڑھتے چلے جائیں گے لیکن ان کا اعتراف اور طریقے سے ہوتا ہے۔ ان کے اعتراف میں بھی ایک بے اعترافی پائی جاتی ہے۔ کبھی منہ سے ایک بات نکل جاتی ہے کبھی دوسری بات نکل جاتی ہے، اعتراف ان کو کرنا پڑتا ہے۔ منظور چنیوٹی نے یہ اعلان کیا یہاں ایک موقع پر اسی سال کے حصوں میں کہ دیکھو جب میں نے ان کو نکالا تھا پاکستان سے اس وقت ان کی کیا حیثیت تھی اب یہ سب دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ اندازہ کرو کہ اعتراف کرنے کے بھی طریقے ہوتے ہیں کہ دیکھ لو سب دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ مجھے پیسے دو تا کہ میں ان کا علاج کروں۔ پیسے تمہیں دو۔ جس طرح پہلے پیسے برباد ہوئے، تمہاری اپنی جائیداد میں تبدیل ہوگئے، لوگوں کے قبرستان تم نے خرید لئے، ان پر چڑھ دوڑے باقی پیسے دے کر تمہارا کیا بنے گا یہی کچھ ہوگا لیکن سب دنیا کی طاقتیں بھی تمہیں پیسے دیں تو ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ ناممکن ہے۔ ذلت پر ذلت کی مار تم پر پڑتی چلی جائے گی اور یہ تقدیر ہے جو تم تبدیل نہیں کر سکتے۔

یہ ضمناً میں نے ذکر کیا ہے ورنہ اس منحوس شخص کا نام لینا بھی مجھے گوارا نہیں تھا کیونکہ جب اس کا نام لے لوں تو فخر سے کہتا ہے دیکھو میرا نام لیا جارہا ہے۔ یہ اعلان کرتا پھرتا ہے میری شان دیکھو میرا نام مرزا طاہر احمد لے رہا ہے۔ عجیب و غریب حماقتوں کی پوٹ ہے یہ شخص اور ذلت اور رسوائی کی جس کو شرم کا نام نہیں آتا۔ کسی معاملے میں شرم و حیا نہیں۔ بار بار سمجھایا جا چکا ہے کہ تمہیں تو مرجانا چاہئے تھا، تمہیں تو پھانسی لگ جانا چاہئے تھا، تم اپنے اقرار کی رو سے پھانسی لگ چکے ہو اور اب بول رہے ہو۔ بہر حال یہ ذکر ایسا نہیں کہ جس پلید ذکر کو زیادہ بڑھایا جائے صرف اشارۃً میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے۔

میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ کامیابیوں کے بطن سے ضرور حسد پیدا ہوتے ہیں اور کامیابیوں کے نتیجے میں مومنوں کو جو خدا تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے وہ اس دعا کی نصیحت ہے وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق:6) تم اللہ تعالیٰ سے حاسد کے حسد سے اس وقت پناہ مانگو جب وہ حسد کرے۔ میں نے ایک دفعہ درس قرآن میں یہ بات تفصیل سے بیان کی تھی کہ اس آیت میں عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ بار بار تمہیں ایسے مواقع نصیب ہوتے رہیں گے کہ جب دشمن کو حسد کا موقع ملے گا۔ حسد ایک ایسی چیز بھی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے مگر حاسد جب حسد کرتا ہے وہ ہمیشہ کسی بڑی کامیابی کو دیکھ کر حسد کرتا ہے۔ اس حسد کا اظہار ایک مکر کی صورت میں، ایک شرارت کی صورت میں ہمیشہ ایک کامیابی کے نتیجے میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس گہرے مضمون کو یوں بیان فرمایا: وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ورنہ ایک انسان کا کلام ہوتا ہے تو مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ پر ہی بات ختم ہو جاتی کہ حاسد کے شر سے بچو لیکن اِذَا حَسَدَ صاف بتا رہا کہ ایسے مواقع آئیں گے حاسد کی زندگی میں کہ اس کو آگ لگ جائے گی بے قرار ہو جائے گا، بے چین ہو جائے گا وہ کسی طرح اپنی ذلتوں کا بدلہ اتارنا چاہے گا، کسی طرح تمہاری فتح کو تمہاری شکست میں تبدیل کرنا چاہے گا۔ یہ وہ موقع ہے جب خصوصیت کے ساتھ تمہیں اللہ کی پناہ میں آنا چاہئے۔ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

اس وقت دنیا میں یہی ہو رہا ہے ہر طرف بڑی بڑی طاقتیں بھی ان میں پاکستان بڑی سختی سے ملوث ہے، سعودی عرب میں ایک باقاعدہ سیل قائم ہے جس کا نام انہوں نے رابطہ عالم اسلامی کا بنا رکھا ہے اس کا سربراہ ایک ایسا شخص ہے جو خود حسد کی پیداوار ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام سے ساری عمر اس شخص کو شدید حسد رہا اور ابھی بھی وہ اس آگ میں جل رہا ہے، کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ اس رابطہ عالم اسلامی کا سربراہ بنا ہوا ہے۔ کویت میں اس کا دفتر ہے وہیں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے نمائندے بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کے کانوں میں ایسی باتیں پھونکتے ہیں ایسی ہلکی ہلکی آوازیں دیتے چلے جاتے ہیں جو ان کو اور شرارتوں پر اکساتی چلی جاتی ہیں۔ یہ ایک تفصیل ہے جس میں میں جانا نہیں چاہتا مگر ہمیں ہر لمحہ کی خبر ہے جس طرح وہ چالاکیاں کرتے ہیں، جس طرح وہ اکٹھے ہوتے ہیں، کہاں سے ایمبیسیڈر (Ambassadors) تبدیل کر کے کن کو لایا جاتا ہے، کیا ان کو ہدایتیں ملتی ہیں غرضیکہ یہ ساری شرارت کی کوششیں اس وقت پہلے سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ جاری ہیں۔ افریقہ نے

ان کو آگ لگا دی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ افریقہ ان کو مزید آگ لگاتا چلا جائے گا کیونکہ افریقن دماغ خدا کے فضل سے معتدل ہے۔ افریقن دماغ میں انصاف پایا جاتا ہے میں بارہا پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ افریقن میں اگرچہ ظاہری طور پر کرپشن بھی ہے مگر اندرونی طور پر گہری کرپشن نہیں اور اس سلسلے میں میں تفصیل سے اگر آپ کو تجزیہ کر کے دکھاؤں، غالباً پہلے کر بھی چکا ہوں تو آپ تسلیم کریں گے کہ واقعۃً اس کی جلد کالی ہے مگر اندر سے سفید ہے۔ افریقن کا دل روشن ہے، ضمیر روشن ہے اور اس وجہ سے جب بھی احمدیت کے خلاف وہاں سازشیں ہوئیں تو افریقن لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بالکل سختی سے ان کو رد کر دیا۔ گھانا کی ایک مثال ہے جس میں بارہا دشمن نے کوششیں کیں، شرارتیں کیں، میٹنگیں بلائی گئیں اسی رابطہ عالم اسلامی کے تحت مصر میں ایک دفعہ میٹنگ بلائی گئی اور افریقہ میں خصوصیت سے گھانا کو اس بات پر اکسایا گیا کہ احمدیت کے خلاف اٹھ کھڑا ہو لیکن گھانا کی جوتی کو بھی اس کی پرواہ نہیں۔ افریقن کا ایک کردار ہے وہ یہ ہے کہ اگر منطق کی بات کرو تو ان کو بات سمجھ آتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ افریقہ کی بھی ایک تاریخ ہے جو اسی مرکزی نقطے کے گرد بنی گئی ہے۔

تمام افریقہ کی تاریخ میں آپ کو مذہبی طور پر یہ بنیادی بات دکھائی دے گی کہ افریقہ کے ایک گھر میں کرسچیئنز (Christians) بھی ہیں، بے مذہب بھی ہیں جن کو مختلف نام دیے جاتے ہیں مگر حقیقت میں وہ بت پرست نہیں ہوا کرتے۔ ضروری نہیں کہ سب بت پرست ہوں دہریہ، بے خدا لوگ، ہر قسم کے لوگ اس میں شامل ہیں جن کو Pagan کہا جاتا ہے اور یہودی بھی ہیں مسلمان بھی ہیں۔ ایک گھر میں سب بس رہے ہیں۔ کسی کا ایک رشتے دار کچھ اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے کسی کا ایک رشتے دار کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے مذہب کی بنا پر خصوصیت سے گھانا نے فساد کو برداشت نہیں کیا اور اگر فساد برپا کئے گئے ہیں تو شمال میں ارادۃً کئے گئے ہیں اور اکثر ایسے فسادات مسلمان کو مسلمان سے لڑانے والے فسادات تھے۔ بہر حال میں آپ کو مختصراً افریقہ کا مزاج سمجھا رہا ہوں یہاں اگر مذہب کے نام پر فساد آیا ہے تو شمال سے نیچے اترا ہے جہاں بعض بگڑے ہوئے مسلمان علماء نے مذہب میں دخل اندازی شروع کی اور خود خدا بن بیٹھے۔ سارے افریقہ میں جہاں بھی مذہب کے نام پر فساد آیا ہے شمال سے بھی صحرا کے پار نیچے اترا ہے یعنی افریقہ کا اپنا مزاج یہ نہیں ہے اور اس بات پر

افریقہ فخر کرتا ہے کہ ہم مذہب کو خدا پر چھوڑتے ہیں اور حکومت کے معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ساری تاریخ میں یعنی احمدیت کی جو بھی تاریخ افریقہ میں بنی ہے ایک بات وہاں کے سربراہوں نے بھی اور دانشوروں نے بھی بڑے زور سے کہی اور تسلیم کی اور بار بار یہ کہا کہ احمدیہ جماعت مذہب کے نام پر کوئی اختلاف پیدا نہیں کرتی۔ بار بار یہ تسلیم کیا کہ احمدیہ جماعت نہ مذہب کے نام پر دوسرے مذہبی فرقوں سے افتراق کر کے ان کے خلاف کسی قسم کی اشتعال انگیزی کرتی ہے نہ یہ جماعت سیاست میں دخل دیتی ہے اور سیاست کو اپنے ڈھب پر لانے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسی جماعت ہے جو خدمت کر رہی ہے اور جہاں ان کا رسوخ بڑھتا ہے وہاں بھی سیاست پر اثر انداز نہیں ہوتی اور وہاں بھی جو دوسری قومیں آہستہ آہستہ ایک اقلیت میں تبدیل ہو رہی ہیں ان سے ان کا حسن سلوک جاری رہتا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا کردار ہے جو افریقہ میں ابھرا ہے اور افریقہ نے اسے تسلیم کیا ہے۔ تمام سربراہان حکومت اس بات کی عزت کرتے ہیں اور احمدی کو ہمیشہ عزت اور وقار کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ اس نے افریقہ میں ایک مثبت کردار ادا کیا ہے اور اپنے مذہب کو کبھی بھی فساد اور حقوق تلفی کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ احمدی نے جب بھی وہ اچھا احمدی ثابت ہوا غیروں کی خدمت کی۔ مذہب سے بے نیاز ہو کر کہ کونسا کس کا مذہب ہے عیسائیوں کی خدمت کی، Pagans کی خدمت کی ہر جگہ برابری کا سلوک کیا ہے۔

یہ وہ ملک ہے جس میں اب دشمن کی سازش ہے کہ وہاں مذہب کے نام پر اختلاف پیدا کرے اور یہ سازش پاکستان میں پنپی ہے اور کویت میں آ کر آئل ڈالر کے ذریعے اس نے نئے رنگ پکڑے ہیں اور پورا زور لگایا جا رہا ہے، جو ایک دفعہ پہلے بھی لگایا گیا تھا، ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے کہ کسی طرح افریقہ کے ایک حصے کو ہم چھین لیں اور گویا اس حصے کو پاکستان کا سیٹلائیٹ بنا دیا جائے۔ وہاں فساد پنپے اور وہاں سے پھر فساد ایکسپورٹ ہو باقی افریقہ کے نام، یہ سازش ہے جس کے متعلق میں جماعت کو آگاہ کرتے ہوئے یہ متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے ایسے ہی موقعوں کے لئے فرمایا ہے وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ جب بھی حاسد حسد کرے گا اس وقت تم خدا کی پناہ میں آنا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ہماری تو ایک ہی پناہ ہے وہ خدا ہی کی پناہ ہے مگر شعوری طور پر خدا کی پناہ میں آنا ایک اور معنی بھی رکھتا ہے۔ خدا کی پناہ تو ہر شخص مانگتا ہے جب کسی کو مصیبت پڑے، جب کشتیاں

ڈوب رہی ہوں انسان کہتا ہے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں یہاں تک کہ دہریے بھی خدا کی پناہ مانگنے لگتے ہیں مگر وہ پناہ مل بھی جائے تو فائدہ نہیں دیتی۔ یہاں جس خدا کی پناہ میں آنے کا تعلق ہے وہاں وہ تمام امور جو حسد پیدا کرتے ہیں وہ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں اور ان نعمتوں کا انکار انسان کر ہی نہیں سکتا اور ان نعمتوں کے ساتھ یہ فساد چمٹے ہوئے ہیں، حسد چمٹا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں نعمتیں عطا کروں گا تمہارے مراتب بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ ایک حالت سے تم دوسری حالت کی طرف ترقی کرو گے اس وقت اگر دشمن تمہیں تنگ کرے اور تمہارے خلاف منصوبے بنائے تو زچ نہ ہونا۔ یہ نہ سمجھنا کہ اللہ نے ایک ایسی نعمت عطا کی کہ اس کے ساتھ ایک اور مصیبت آ گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم خدا کی پناہ میں آؤ اور ان نعمتوں کی حفاظت خدا سے چاہو، جو نعمتیں عطا کرنے والا ہے وہ جانتا ہے کہ ان نعمتوں کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے۔ مگر خدا کی پناہ میں آنے کا معنی کشتی نوح میں آنا ہے کیونکہ یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی یہ خلاصہ ہے خدا کی پناہ کا۔ ایک کشتی بنائی جارہی ہے جو تباہی سے پہلے بنائی جارہی ہے اور یہ بھی ایک اہم مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔ مومن جب خدا کی پناہ میں آتا ہے تو مصیبت کے وقت نہیں آتا، مصیبت سے پہلے آتا ہے۔ حضرت نوحؑ جب خدا کی پناہ میں آئے اور آپؑ کے ماننے والے جب خدا کی پناہ میں آئے تو مصیبت کا کوئی تصور بھی نہیں تھا دور نزدیک کہیں اور مصیبت دکھائی نہیں دیتی تھی اس لئے خدا کی غیب کی طاقتوں پر ایمان رکھنے والے ہی تھے جو خدا کی خاطر پناہ مانگ رہے تھے اور پناہ میں آرہے تھے اس کے لئے محنت کررہے تھے جبکہ دشمن کو ایسا کوئی عذاب کہیں دور نزدیک دکھائی نہیں دیتا تھا۔

تو سب سے پہلے اہم بات یہ ہے کہ جب آپ امن میں ہوں اس وقت یہ جانتے ہوئے کہ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کا مضمون آپ کی خاطر ایک نئے رنگ میں ظاہر ہوگا اس وقت خدا کی پناہ میں آئیں، اس وقت خدا سے پناہیں مانگیں امن کی حالت میں اور امن کی حالت میں جو پناہ مانگتا ہے اسے مصیبت کے وقت ضرور پناہ دی جاتی ہے اور جو امن کی حالت میں پناہ نہیں مانگتا مصیبت کے وقت اسے کوئی پناہ نہیں ملتی۔

پس اب اپنی حالت کو اس پہلو سے درست کرو اور ہر جگہ ہمیں اس کی ضرورت ہے کیونکہ افریقہ کی ایک مثال میں نے آپ کو دی تھی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں بھی احمدیت ترقی کرے گی وہاں

حسد نے ضرور زور مارنا ہے۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں حسد پیدا نہیں ہوگا۔ دنیا کے جتنے ترقی یافتہ ملک ہیں ان میں حسد اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ، وہ آپ کو اس سے بھی زیادہ حقیر دیکھتے ہیں، ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ آپ کو حقیر دیکھتے ہیں۔ تعریف کرتے ہیں تو یہ ان کی شرافت اور Civilized Values جن کو وہ کہتے ہیں یعنی تہذیب اور تمدن کے تقاضے ہیں۔ وہ کمزور چھوٹے چھوٹے آدمی جو گرے پڑے ہیں بے چارے ان کی اچھی باتیں دیکھو تو ان کی تعریف کر دیا کرو لیکن یہی تعریف خطرناک غیظ وغضب میں تبدیل ہوسکتی ہے اگر یہ سمجھیں کہ یہ ہمارا مستقبل بن رہے ہیں وہ اٹھ کر اوپر آرہے ہیں یہ ہماری قوم کو اپنے رنگ میں تبدیل کرنے والے ہیں۔ یہ بھی ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس پر آیت حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اطلاق پاتی ہے اور اگر چہ ابھی آپ کو نظر نہیں آرہی مگر آئندہ نظر آجائے گی۔

پس آج وقت ہے کہ اللہ کی پناہ میں آجائیں اور اللہ کی پناہ کی خاطر اس کشتی کی تعمیر شروع کریں جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے میں نے آپ کے سامنے کیا ہے۔ جتنے میرے خطبات ہیں اب تک وہ اسی مضمون سے تعلق رکھتے ہیں کہ آپ خدا کے ہو جائیں اور خدا ہی کے ہو جائیں اسی پر توکل کریں اسی پر ہر امید ہو۔ ہر فضل سمجھیں کہ اس کی طرف سے آیا ہے ہر فضل سمجھیں کہ اسی کی حفاظت میں رہے گا تو فضل رہے گا ورنہ ضائع ہو جائے گا۔ جیسے آسمان کا پانی اترتا ہے تو اسے سنبھالا جاتا ہے خدا کے فضل بھی آپ کے شکر کے کٹوروں میں سنبھالے جائیں گے۔ یہ سارے امور اب کرنے والے ہیں اور وہ افریقہ جہاں یہ شرارت ابھی نہیں پہنچی اس افریقہ کو مخاطب کر کے میں کہتا ہوں کہ تم بھی اپنے آپ کو اب تیار کرو اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل تمہیں سنبھال کر پھر مزید ترقیات عطا فرماتا چلا جائے یہاں تک کہ ہر حسد کی گود سے ایسے خدا کے فضل پھوٹیں جو مزید حسد کا مطالبہ کرتے ہوں اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے ان لوگوں کے لئے جو شکر گزار بندے ہیں جو وقت کے اندر خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

چنانچہ حضرت نوحؑ کے الفاظ میں ہم ان سب لوگوں کو مخاطب کر کے یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے بس میں ہے کر گزرو۔ اپنے پیادہ بھی چڑھا لاؤ، اپنے سوار بھی دوڑاؤ، ہمیں ہر طرف سے گھیرنے کی کوشش کرو ہمارے سارے رستے بند کرو مگر یاد رکھو کہ تمہارا انجام نوح کی قوم کے انجام سے مختلف نہیں ہوگا۔ خدا کے امن کی کشتی میں اگر کوئی جماعت سوار ہوگی تو جماعت احمدیہ سوار ہوگی اور خدا کے امن کی کشتی

میں جماعت احمدیہ سوار ہے کیونکہ کشتی بنانے سے پہلے ہی یہ سوار ہو چکی تھی۔ کشتی تو ایک ظاہری مثال تھی اگر حضرت نوحؑ کی جماعت پہلے ہی کشتی میں سوار نہ ہوتی تو ان کے لئے کشتی کوئی بھی کام نہ دیتی۔

پس ذرائع خدا بنائے گا اور جب خدا ذرائع بناتا ہے تو پھر مطلع فرماتا ہے کہ اس طرح بناؤ۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچانے کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا تھا۔ حضرت نوحؑ کے ساتھ جو لوگ امن میں آنے والے تھے ان کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم حضرت نوحؑ کے متعلق فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ ساتھ ساتھ بتا رہا تھا کہ اس طرح کی کشتی بناؤ یہاں کیل ٹھونکو، یہاں یہ کام کرو وہاں وہ کام کرو۔ بِاَعْيُنِنَا (ھود:38) وہ کشتی خدا کی آنکھوں کے سامنے بنائی جارہی تھی اور اس کی ہر تفصیل میں دخل دے رہا تھا۔ یہ معاملہ ہر شخص کے ساتھ ہمیشہ دہرایا نہیں جاتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ کشتی والے ہیں آپ بھی نوحؑ ہیں اس لئے آپ کی خلافت کے طور پر اسی خلافت کی ساکھ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی مطلع فرماتا رہتا ہے کہ یہ کام کرو اور وہ کام کرو۔ فلاں کام سے قوم کو پیچھے ہٹا لو، فلاں کام کے لئے قوم کو آگے بڑھا لو غرضیکہ جتنی بھی نصیحتیں میں آپ کو کرتا ہوں میں ایک ذرہ بھی شک نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نصیحتیں اترتی ہیں اور ضروری نہیں کہ ظاہری الہام کی صورت میں اترتی ہوں۔ اس طرح آنکھیں کھلتی ہیں اس طرح دماغ کروٹیں بدلتا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ میرے نفس کی تو یہ سوچ نہیں تھی یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشتی نوح بنانے کے طریقے ہیں کہ کس طرح بنائی جاتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح مجھے ہدایت دیتا ہے وہی میں آپ کی طرف منتقل کر دیتا ہوں مگر اپنی طرف سے نہیں، یقین رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں۔ وہ رحمتیں جو سو سال پہلے مسیح موعودؑ پر اتری تھیں وہ رحمتیں مسیح موعودؑ کے نام کو دنیا پہ پھیلا دینے کے لئے، جب دنیا غرق ہو رہی ہو اس وقت آپ کی جماعت کو بچانے کے لئے اب پھر اتر رہی ہیں اور وجہ ہمارے آقا و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں نہ میں ہوں نہ آپ ہیں۔ پس ہرگز میرے اس قول کو کسی نفسی بڑائی کا غلط معنی نہ پہنائیں۔ میرے نفس میں ایک ذرہ بھی بڑائی نہیں۔ میں جانتا ہوں جو کچھ بھی خدا کی طرف سے آج مجھے سمجھایا جا رہا ہے اور آپ کی خاطر بتلایا جا رہا ہے وہ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی دعائیں اور آپ پر نازل ہونے والے فضل ہیں جو آنے والے وقت کے مطابق دوبارہ ایک نئی شکل میں ڈھالے جا رہے ہیں۔

پس اس شرط کے ساتھ آپ اس مقام پر کھڑے ہیں جس سے ساری دنیا کو چیلنج دیں لیکن اس چیلنج کے وقت آپ کو یقین ہونا چاہئے۔ دنیا کو چیلنج دیں گے تو آپ مصیبت اور وبال نہیں سہیڑ لیں گے۔ چیلنج دینے والے کے لئے کچھ بات ہوتی ہے کوئی وجہ ہوتی ہے۔ جو چیلنج دیتا ہے وہ جانتا ہے کہ کون میری پشت پر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون میری حفاظت کرے گا اس لئے یہ چیلنج کوئی عام چیلنج نہیں ہے۔ یہ چیلنج ایک عرفان کا چیلنج ہونا چاہئے۔ آپ جانتے ہوں کہ آپ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر چکے ہیں جو حضرت نوحؑ کی کشتی پہ سوار ہونے کے لئے ضروری تھیں۔ وہ تبدیلیاں بھی کشتی ہیں۔ اصل میں کشتی کا ظاہراً رونما ہونا ان کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ وہ ذریعے خود ہی بتایا کرتا ہے مگر آپ اپنی ذات میں حضرت نوحؑ کی قوم یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس زمانے کے نوح ہیں ان کی حقیقی قوم بنا سکیں پھر یقین کے ساتھ چیلنج دیں۔ بعض لوگ چیلنج کو دہراتے رہتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے کہ اس چیلنج کو دہرانے کے لئے بھی انسان کے اندر کچھ تبدیلیاں ہونی ضروری ہیں۔ پس مباہلے کا جو میں نے چیلنج دیا تھا اس سلسلے میں کئی لوگوں نے اپنی طرف سے آگے چیلنج دینے شروع کر دیئے ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کی۔ پھر مجھے علم ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کے اس چیلنج کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ اگر قسمت سے اگلا مر گیا تو وہ بھی اس چیلنج کا نتیجہ نہیں ہوگا۔ اگر قسمت سے آپ کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو یہ بھی چیلنج کا نتیجہ نہیں ہوگا۔ دونوں طرف کچھ نہ ہو تو یہ بھی ٹھیک ہے عام حالات میں یہی متوقع ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر ایک چیلنج دینا اور اس کی شرائط کو معین سامنے رکھنا یہ اللہ تعالیٰ اپنے مومنین کی جماعت کے سربراہ کو اس وقت سمجھاتا ہے جب اس کا وقت آئے اس لئے ہر کس و ناکس کا کام یہ نہیں ہے کہ اپنی طرف سے خواہ مخواہ چیلنج دیتا پھرے۔ چنانچہ ایک صاحب نے چیلنج دیا اور اس میں یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تمہیں کچھ نہ ہوا تو میری احمدیت سے توبہ۔ اگر مجھے کچھ نہ ہوا تو تمہاری غیر احمدیت سے توبہ۔ اب یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ دونوں میں سے کون توبہ کرے دونوں ٹھیک ٹھاک ہیں، وہ غیر احمدیت سے توبہ کرے یا یہ احمدیت سے توبہ کرے۔

تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو چیلنج اترا کرتے ہیں ان کو تخفیف کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ غور سے اس مباہلہ کو پڑھیں، اس کے الفاظ پر غور کریں اور پھر جیسا کہا گیا ہے ویسا ہی دیں۔ اس میں یہ کب کہا گیا ہے کہ جو احمدی بھی اٹھ کر کسی کو یہ چیلنج دے دے گا وہ احمدی ایک مہینے کے اندر اندر اس

شخص کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ کہیں نہیں یہ لکھا ہوا۔ یا برعکس صورت ہو تو وہ اس احمدی کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ تو نفس کی حماقتیں بعض دفعہ اس قسم کے الٰہی کاروبار میں کر دی جاتی ہیں اس کو کہتے ہیں امنیّہ شیطان کی طرف سے دخل دیتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاءؑ کی تمناؤں میں امنیہ کا کوئی دخل نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے لیکن مومنوں کی حالت مختلف ہے۔ کئی مومن ایسے ہیں جن کی نیت نیک ہوتی ہے لیکن ان کی امنیہ اس کو امیہ کہتے ہیں نفس کی خواہش وہ الہامی فیصلے یا خدا تعالیٰ کے تقدیری فیصلے جو جاری ہو چکے ہوں ان میں وہ اپنی امنیہ تھوڑی سی اگل دیتے ہیں اور نتیجۃً وہ مضمون بدل جاتا ہے۔ چنانچہ جہاں بھی کسی نے ایسا کیا وہ مضمون بدلا ہے مگر کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک چیلنج دینے والے نے وہ مباہلے کا چیلنج من وعن اسی طرح دیا اور دوسرے نے پھر آگے سے تذلیل کی، دوسرے نے دھتکارا اور اس نے اپنے لئے ایک بدی طلب کی اس میں یہ دینے والا شامل نہیں ہوا۔ اس نے کہا تمہاری مرضی ہے جو چاہو اپنے متعلق بددعا کرلو، جو چاہو مجھ پر بددعا کرلو۔ جو کچھ ہمیں ملا ہے یہ پرچہ ہے اس پر غور کرو اور اگر اس کے مطابق تم چیلنج کو قبول کرتے ہو تو صرف ان باتوں پر صاد کردو جو بیان کی گئی ہیں لیکن اسے ذاتی چیلنج نہیں بنایا گیا، لینے والے نے ذاتی بنایا اور وہ چند دن یا چند مہینوں کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی ذلت کی مار کا شکار بن گیا۔

ایسے واقعات کثرت سے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے چیلنج کی نوعیت بدل گئی ہے۔ یہ نوعیت ابھی بھی انفرادی نہیں ہے، قومی ہے اور قومی طور پر جماعت کے ساتھ جو سلوک مقدر ہے وہ میں نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ان کے ساتھ جو سلوک مقدر ہے وہ میں نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہ جو ان کی حالت ہو رہی ہے اس پر یہ بہت بے چین ہیں۔ ذلتوں کی ایسی مار پڑ رہی ہے جس کا کوئی علاج ہی نہیں ہے ان کے پاس۔ کثرت کے ساتھ ایک دوسرے کے اوپر ظلم و تعدی کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں مڑ کے نہیں دیکھتے اور ان کو بتا بھی دیا جائے کہ دیکھو جماعت احمدیہ اس کو اپنے حق میں ایک صداقت کا نشان بیان کرے گی اس لئے رک جاؤ۔ یہ بھی کہتے پھرتے ہیں، ہمارے علم میں ہے کہ اس بناء پر ان کی اتحاد کی مجالس بنائی گئیں کہ دیکھو یہ وقت نہیں ہے شرارتوں کا، جماعت احمدیہ کو ذلیل کرنے کی خاطر کچھ دیر کے لئے ایک دوسرے پر تعدی سے رُک جاؤ تاکہ سال گزر جائے پھر دیکھیں گے۔ وہ ابھی یہ فیصلے کر کے جدا ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے پر

حملے شروع کر دیتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں اتنا قتل و غارت ہے کہ پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی ایسا واقعہ پہلے نہیں ہوا اور اتنا ظلم اور اتنی تعدی ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے دیکھ کر۔ چھوٹے بچوں کا اغواء، ان پر ظلم، ان کی ٹانگیں توڑ توڑ کے ان کو ریڑھوں پر فقیروں کی طرح لا دینا، کوئی ایک ظلم ہو تو اس کی انسان بات کرے۔ کوئی حال ایسا نہیں ہے جو انسان کو غیر مسلم بنانے کے لئے کافی ہو جو انہوں نے اپنا نہ لیا ہو۔ ان کی شکلیں غیر مسلم ہو چکی ہیں، ان کا رہنا سہنا اٹھنا بیٹھنا غیر مسلم ہو چکا ہے ان کی دین سے تعلق کی باتیں غیر مسلم ہو چکی ہیں۔ کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے غیر مسلم ہونے کا جو انہوں نے اپنی قوم پر اطلاق کر کے نہ دکھا دیا ہو اور نعرہ یہ لگا رہے ہیں کہ تم غیر مسلم ہو، ہم مسلم ہیں۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اگر ہم غیر مسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سچ بولتے ہیں، متحد ہیں، نیکیوں کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ بجائے اس کے کہ لوگوں کے حق ماریں لوگوں کے حق دلانے کے لئے قربانیاں دیتے ہیں اور اپنی طرف سے بنی نوع انسان کے لئے خرچ کرتے ہیں اور ان کی ہمدردی جس طرح بھی ممکن ہے ہم عملاً ساری دنیا میں کر کے دکھا رہے ہیں، اگر یہ غیر مسلم کی تعریف ہے تو پھر تم باہر بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ پھر چھوڑو اس اسلام کو جس نے مصیبتیں ڈالی ہوئی ہیں تم کو۔ ایسے غیر مسلم بن جاؤ جو خدا کی نگاہ میں عزت پائیں۔ **نعوذ باللہ من ذٰلک**، ایسے غیر مسلم بن جاؤ جیسے غیر مسلم محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ تھے جن میں وہ تمام صفات پائی جاتی تھیں جو آج جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر وہ سارے مظالم توڑے جاتے تھے جو آج جماعت احمدیہ پر توڑے جاتے ہیں اور ہر حال میں وہ ثابت قدم رہے اور ہر حال میں نیکی کو ترویج دی۔

یہ ایسی شکل ہے جماعت احمدیہ کی جس کے نقوش تم تبدیل نہیں کر سکتے۔ ہے طاقت تو کر کے دکھاؤ اور یہی حسین نقوش والی جماعت احمدیہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر ہے جسے ساری دنیا میں غلبہ نصیب ہو رہا ہے۔ پس غلبے کا حال تو تمہارے اندر موجود نہیں۔ ذلیل اور مغلوب ہونے کی ساری باتیں تم نے سیکھ کر اپنا لی ہیں اور منہ سے غلبہ غلبہ کئے جاتے ہو بالکل بے حقیقت اور بے معنی بات ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کی چند اور آیتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے، ہماری دعائیں آخر کیوں نہیں سنی جاتیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کی قوم کے لئے اور مسلمانوں کے لئے عموماً کوئی دن ایسا نہیں

گزرتا جب ہم دعا نہ کرتے ہوں ہم ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بچالے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر ہلاکت سے محفوظ رکھے ہر گراوٹ سے سنبھالے، اللہ تعالیٰ ان کو قعر مذلت سے نکال کر آسمان کی بلندیوں تک اٹھالے ہماری ہمیشہ یہ دعا ہوتی ہے مگر یہ منہ پھیرے ہوئے ہیں وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ (بنی اسرائیل :84) یہ ان کا حال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ہم انسان پر اپنی نعمت اتارتے ہیں تو اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وہ منہ موڑتا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے ہم سے، ان کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے حق میں دعائیں قبول نہیں کی جاتیں یہ مشکل ہے ایسے لوگوں کے حق میں انبیاءؑ کی دعائیں بھی قبول نہیں کی جاتیں۔

ایسے لوگوں کے حق میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دعائیں بھی قبول نہیں کی گئیں اور آپ کو بتا دیا گیا ان بدبختوں کے حق میں تم دعا کرو گے تو قبول نہیں کی جائے گی۔ یہاں خدا کی وحدانیت اپنا جلوہ دکھاتی ہے وہ نبیوں کو بھی کہتا ہے کہ تم قوم کی حالت نہیں بدل سکتے۔ نوحؑ سے بھی یہی تو کہا تھا۔ حضرت نوحؑ کو بھی خدا نے جب آپ کو یہ پیغام دیا کہ اب قوم سے یہ کہہ دو، یہ بیان فرما دیا تھا کہ اب تمہارا قوم کو ڈرانا، ان کو سنبھالنا، ان کو چھپ چھپ کے پیغام دینا، ان کو ظاہر ظاہر میں پیغام دینا جو کچھ تمہارے بس میں تھا تم کر چکے اس قوم کو فائدہ نہیں دیا نہ آئندہ دے گا۔ اب جب فائدے کے سلسلے بند ہو چکے تب ہلاکت کی گھڑی آئی ہے اگر فائدے کے سلسلے جاری رہتے تو خدا تعالیٰ کبھی بھی ہلاکت کی گھڑی نہ لاتا۔

مجھے ڈر ہے کہ یہ حضرت نوحؑ والا معاملہ اب ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہونے والا ہے۔ اس کے لئے فکر مند ہوں اور اس کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان شیطانوں کو اپنے ماتحت چھوٹے شیطانوں پر اثر اندازی سے روک دے اب تو بڑے شیطان اور چھوٹے شیطانوں والی بات ہو گئی ہے کہیں بھی بھلائی دکھائی نہیں دیتی تلاش کر کے دیکھو شاذ کے طور پر کہیں بھلائی نظر آئے گی، ہوتی تو ہے دنیا میں ہر جگہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بھلائی دکھائی دیتی ہے شاذ شاذ کے طور پر لوگ ابھر رہے ہیں اور وہ نیکی کی بات کرتے ہیں، مگر ساری قوم کا جو حال ہو چکا ہے اس کو تبدیل کرنے کی ان میں طاقت نہیں ہے۔

اس تعلق میں میں یہ آیات سورۃ یونس ہی کی 95 تا 98 آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـئَلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ ۚ لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۙ‏ ﴿۹۵﴾

دیکھو ایک حالت، ایک وقت تھا حضرت نوحؑ پر بھی آیا تھا جب قوم تبدیل نہیں ہو رہی تھی آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے اگر تجھے شک پیدا ہوا اس بات پر جو ہم نے اتاری ہے تو ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھ لے جن پر پہلے کتابیں اتاری گئی تھیں۔ مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کا حال ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں ان پر نظر ڈال اور ان میں سے بھی ایک نوحؑ کا بھی حال تھا۔ لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ ان کا ماننا یا نہ ماننا تیرے حق کی پہچان نہیں ہے تیرا حق تو لازماً اللہ ہی کی طرف سے ہے فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ پس ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ زندگی کے کسی لمحے میں بھی آپ نے ان خدا تعالیٰ کی نازل فرمودہ پیشگوئیوں اور انعامات پر شک کیا ہو جو ہمیشہ آپؐ پر نازل ہوتی رہیں آپ خدا کے ساتھ ساتھ رہے ایک ذرہ بھی آپ کی زندگی میں ان پر شک کا نہیں گزرا اس لئے یہ پیغام مسلمانوں کے نام ہے۔ ان کے نام جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔ مخاطب رسول کو کیا جا رہا ہے مگر مراد وہ سب لوگ ہیں جن کو کبھی کبھی یہ گمان گزرتا ہوگا کہ خدا کی پیشگوئیاں ہمارے حق میں شاید پوری نہیں ہو رہیں۔ ایسے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں اپنے شک کا اظہار بھی کیا اس موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ ایک لمحہ بھی ان کے بیانات سے متاثر نہ ہوئے بلکہ فرمایا کہ دیکھو تم سے پہلے ایسے لوگ تھے جن کے سر آروں سے چیرے گئے تھے انہوں نے اف تک نہیں کی تھی میرے ساتھ ہوتے ہوئے تم اف کرتے ہو۔ تو آپ کی ساری زندگی یہ ثابت کر رہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو کبھی ذرہ بھر بھی شک نہیں ہوا فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ میں دراصل محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات جو ہماری راہنما ہے اس کے متعلق ایک پیش گوئی ہے تَكُوۡنَنَّ تو ہرگز کبھی بھی شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ اس میں آپ کے متبعین، آپ کے غلام، مستقبل کے متبعین، مستقبل کے غلام سب شامل ہیں۔ تیرے شک سے ساری قوم شک میں مبتلا ہوگی اس لئے آئندہ آنے والے زمانوں کا تو رسول اور نبی ہے، تو غیر متزلزل رہ جس طرح ہے اور مستقبل کی طرف پھر امید

سے دیکھ کہ کبھی بھی تیرا وسوسہ جو تجھے نہیں حاصل ہوگا وہ آئندہ آنے والے مسلمانوں میں منتقل نہیں ہوگا اگر کوئی وسوسے میں پڑے گا تو تیرے وسوسوں کے بغیر، وسوسوں سے پاک ہونے کے باوجود پڑے گا۔

یہ ایک کھینچا ہوا معنی معلوم ہوتا ہے مگر یہ کھینچا ہوا معنی نہیں بعینہ اس آیت کا یہی معنی ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے شک کا اس میں اشارۃً بھی ذکر نہیں کیونکہ آپ کی ساری زندگی اس بات کو جھٹلا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہے جو جھوٹی ہو جس کو خدا کا رسول اپنے عمل سے جھٹلا رہا ہو۔ پس لازماً یہاں ترجمہ وہ کرنا پڑے گا جو خدا کی بھی تصدیق کرنے والا ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی تصدیق کرنے والا ہو۔ آگے فرمایا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (یونس: 96) اور تو ہرگز ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ پس تو یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائے گا کیا رسول اللہ ﷺ اللہ کی آیات کو جھٹلا سکتے تھے۔

وہی الْمُمْتَرِينَ والا مضمون پھر اور بھی زیادہ کھول دیا ہے یہ تو ناممکن ہے تیرے لئے کہ تو ایسا ہو۔ اس لئے خدا کی آیات جو تجھ پر نازل ہوتی ہیں ان کا مظہر بن ان کو اس طرح اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش کر کہ تیرا یقین ان کی طرف منتقل ہو نہ تو گھاٹا کھانے والا بنے نہ تیرے ماننے والے گھاٹا کھانے والے بنیں۔ اِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ (یونس: 97) یہ بات ہے جو اب کھولی جارہی ہے تو دیکھ رہا ہے کہ لوگ ایمان نہیں لا رہے یعنی کچھ لوگ ایمان نہیں لا رہے، آنے والے بھی دیکھیں گے کہ کچھ لوگ ایمان نہیں لائیں گے وہ اس بات کو نہ بھولیں کہ اِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ کہ وہ لوگ جن پر خدا کی تقدیر نے لازماً اطلاق پانا ہے ضرور ان پر صادق آرہی ہے ان کو کوئی دنیا کی دعائیں یا استغفار یا نصیحتیں تبدیل نہیں کرسکتیں انہوں نے لازماً ظلم کی حالت میں مرنا ہے۔

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یونس: 98) خواہ ان کے پاس وہ سارے نشانات آجائیں جو خدا کی طرف سے آیا کرتے ہیں اس وقت تک وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں اور اس آیت کریمہ میں حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ میں یہ بھی معنی ہیں یہاں تک کہ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ان کو آجائے، الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ان پر نازل ہو جائے۔ دوسرا نازل ہو جائے گا تب بھی

نہیں مانیں گے۔ یہ دونوں معنی اس میں پائے جاتے ہیں چنانچہ حضرت نوحؑ کی قوم نے اس عذاب کی حالت میں بھی حضرت نوحؑ پر ایمان کا کوئی تصور بھی نہیں کیا، بیٹے نے بھی نہیں کیا۔ عذاب نازل ہورہا ہے حضرت نوحؑ آوازیں دے رہے ہیں بیٹے کو کہ آ میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ عذاب کے نزول کے وقت بھی اس نے حضرت نوحؑ کا انکار کیا۔

پس ایسی حالت ہوتی ہے قوموں کی کہ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ وہ دردناک عذاب کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اس وقت تک ویسے ایمان نہیں لاتے جب عذاب نازل ہو رہا ہو اس وقت بھی ایمان نہیں لاتے۔ فرعون نے کیا کیا تھا۔ فرعون کی قوم کو کیوں آخر صفحہ ہستی سے مٹایا گیا اس لئے کہ عذاب الیم کے وقت بھی ان کے نفس بہانے ڈھونڈتے رہے اور ایمان لانے والے نہ بن سکے۔ اگر وہ ایمان لے آتے تو ضرور یونس کی قوم کی طرح ان پر رحم کیا جاتا۔ یہ تمام آیات سورۃ یونس سے لی جارہی ہیں اور سورۃ یونس میں اللہ تعالیٰ مختلف قوموں کی مثالیں دے رہا ہے کہ ان پر کیا کیا گزری۔ کیا کیا ان کے ساتھ واقعات رونما ہوئے انہوں نے انبیاءؑ کی کیسی کیسی مخالفتیں کیں لیکن بالآخر جب وہ عذاب کا نشانہ بنائے گئے تو عذاب بھی ان کی اصلاح نہیں کر سکا سوائے یونسؑ کی قوم کے۔ کیوں نہ وہ یونسؑ کی قوم جیسے ہو گئے کہ کم سے کم عذاب کا منہ دیکھ کر، یہ یقین کر کے کہ آنے والا ہے وہ دنیا کی زندگی میں اپنے بچاؤ کا کوئی سامان کر لیتے۔ فرمایا وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔

نہایت دردناک حالت ہے اس وقت پاکستان کی اور مجھے اس آیت کا اطلاق ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس لئے میں بے چین ہوں اس لئے میں آپ سے دوبارہ دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔ اس ملک کو اب کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔ یہ تباہی کے گڑھے میں جا پڑا ہے۔ کوئی نکلنے کی گنجائش نہیں۔ ہر جگہ ذلت اور گمراہی اور سفا کی اور ظلم و ستم ہے۔ ایسے لوگ جو خدا کی رحمانیت سے اپنا تعلق کاٹ لیں کوئی رحمانیت ان کو بچا نہیں سکتی لیکن دعاؤں میں اگر کوئی اثر ہے، کچھ نیک لوگ ایسے باقی ہیں جن کی خاطر تقدیر بدلی جاسکتی ہو اگر ان کے مقدر میں اس آخری گھڑی سے پہلے ایمان لانا ہو تو یہ دعائیں تو ہم کر سکتے ہیں اور میں آج ان دعاؤں کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ اے خدا اگر تو کوئی بھی بھلائی دیکھے ہماری قوم میں، کہیں بھی وہ دکھائی دے اور تو بہتر جانتا ہے۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ

بھلائی کچھ سر ضرور اٹھا رہی ہے کہیں کہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھلائی دبی ہوئی تھی جواب باہر نکل رہی ہے اس لئے مجھے امید ہوئی ہے کہ شاید ہماری دعاؤں سے یہ بھلائیاں ابھر کر اب سامنے آجائیں شاید ہماری دعاؤں سے یہ بھلائیاں سر نکال کر بدی پر غالب آئیں اس کا مقابلہ کریں۔

یہ ضرورت ہے جواب قوم کی ضرورت ہے۔قوم کے اچھے لوگوں نے مقابلہ چھوڑ دیا تھا اچھے لوگ تھے تو سہی جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے میرے علم میں ہیں بہت سے اچھے لوگ ہیں ان کی نیکی دب گئی اور بدی ان پر غالب آگئی اور بدی کو انہوں نے غالب آنے دیا اب اس حالت کو بدلنے کے لئے قربانی دینی پڑے گی۔ایسے اچھے لوگوں کو سر اٹھا کر اوپر آنا ہوگا۔ان کو اب ایک بگل بجانا ہوگا کہ آؤ واپس اس پاکستان کی طرف جائیں جو خدا کے سب بندوں کا پاکستان ہے۔آؤ واپس اس پاکستان کی طرف لوٹیں جہاں مذہب دوسرے مذاہب کے درمیان تفریق کا موجب نہ بنے، جہاں مذہب حقیقی طور پر اپنے سے ہٹے ہوئے دوسرے مذاہب کے لئے ایک رحم کا سر چشمہ ثابت ہو، جہاں سچائی جھوٹ کی دشمن نہ ہو بلکہ جھوٹ کی حالت درست کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے۔ان معنوں میں میں ابھی بھی امید رکھتا ہوں کہ سب کچھ ہاتھ سے نہیں گیا اور انہی معنوں میں میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کشتی میں جو کشتی نوح ہے جو سارے عالم کی کشتی ہے اس کشتی میں پاکستان کے ایسے لوگوں کو کثرت سے سوار کرنے کی توفیق عطا فرما یہاں تک کہ یہ کشتی غالب آجائے اور ڈوبنے والوں کی تعداد کم رہ جائے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

اب اس جلسے کے آخر پر جو جمعہ پڑھا جاتا ہے جب کہ لوگوں کی واپسی اور ہنگامے اختتام پذیر ہو رہے ہوتے ہیں۔یہ وہ جمعہ ہے اگلا غالباً جمع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اس لئے امام صاحب کو میں مخاطب ہوں خاص طور پر کہ دیکھ لینا کہ اگلے جمعے میں کیا حالات ہیں اگر مسافروں کی کثرت ہو جیسا کہ ابھی تک ہے اگر ہال میں بستر بچھے ہوئے ہوں جیسا کہ اب میں دیکھ کے آیا ہوں تو اس وقت تک آپ بے شک جمعہ نماز عصر کے ساتھ جمع کر لیں ورنہ پھر واپس اپنی روٹین پر آجائیں۔انشاء اللہ میں جب سفر سے واپس آؤں گا تو پھر غالباً اس وقت مختلف حالات ہوں گے۔